سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ملفوظات

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

(۳)

ارشاد فرمایا کہ میں جس زمانے میں دہلی کہنہ میں رہتا تھا۔ کوچۂ انبیاء میں ایک سیّد کے گھر ایک پوربی باندی رہتی تھی جو بالکل جاہلہ تھی اور نماز کی بھی پابند نہ تھی، چونکہ وہ عمر رسیدہ ہوگئی تھی اور گھر کے تمام صاحبزادوں پر اپنا حق رکھتی تھی اس لئے وہ لوگ اس کی بڑی خدمت اور دیکھ بھال کرتے تھے۔ جب اس کا آخری وقت ہوا تو وہ ایک آواز پوربی لہجے میں بلند کرتی تھی جس کا مطلب و مفہوم کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ حکماء و صلحاء کو بلاکر دریافت کیا گیا کچھ نہ معلوم ہوا۔ آخر میرے چچا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلانے کی نوبت آئی وہ تشریف لے گئے۔ انہوں نے معلوم کرلیا کہ اس کی زبان سے لا تخافی، لا تحزنی (اے عورت مت خوف کر مت غمگین ہو) نکل رہا ہے۔ چچا صاحب نے اس کے تیمارداروں سے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہ الفاظ کس وجہ سے کہہ رہی ہے۔ بڑی کوشش کے بعد اس نے جواب دیا کہ ایک جماعت (فرشتوں کی) آئی ہوئی ہے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں (جو میری زبان پر بہہ گئے) پھر آپ نے دریافت کرایا کہ کیا تو ان الفاظ کا مطلب سمجھ رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے تو بس اتنا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ جماعت مجھے تسلی دے رہی ہے۔ پھر چچا صاحب نے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو۔ کس عمل کی وجہ سے یہ تسلی دی جارہی ہے؟ اس نے کچھ دیر کے

بعد کہا کہ یہ حضرات کہہ رہے ہیں کہ تیرے پاس اور اعمالِ خیر تو نہیں ہیں البتہ تو ایک دا
یں گھی لینے کیلئے بازار گئی تھی ۔ جب تو نے گھی لاکر گھر میں جوش دیا تو اس میں سے ایک
اول تو نے چاہا کہ اس روپے کو چپکے سے اپنے پاس رکھ لے اور اپنے کام میں لائے اس لئے
کو اس راز کی خبر نہ تھی پھر یہ خیال کرکے کہ حق تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے تو نے وہ روپیہ دوکاندار
تیرا یہ عمل اللہ کے یہاں پسند ہوا اسی کی وجہ سے ہم تجھ کو بشارت دے رہے ہیں ۔

ارشاد فرمایا کہ اسی زمانے اور اسی محلے کی بات ہے کہ وہاں ایک بزرگ تھے جب
انتقال کا وقت قریب آیا اور نزع کا عالم ہوا تو میں اپنے چچا صاحب کے ساتھ وہاں گیا
تسبیح گردانی کے طور پر انگلیوں کو حرکت دے رہے تھے اور سو دانوں کے شمار کے بعد جس طرح
کو ایک خاص انداز میں کھینچا جاتا ہے وہ اتنی دیر کے بعد انگلیوں کو ایک خاص حرکت دیتے
جب چچا صاحب نے (تسبیح ہاتھ میں لے کر) غور کیا تو ٹھیک سو دانوں کے شمار کے بعد انگلیو
وہ خاص حرکت ہو رہی تھی (حالانکہ اس وقت نہ تو ان بزرگ کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور نہ شمار
تھا) اس وقت چچا صاحب نے فرمایا کہ اچھے کام کا محاورہ بھی کام آتا ہے (یعنی اچھے کام کی
ڈال لینا بھی اچھی بات ہے) مشق ہو جانے کے بعد فعل بلا ارادہ بھی وقوع میں آجاتا ہے

ایک مرید نے عرض کیا کہ اگرچہ حضرت والا کو گوناگوں امراض گھیرے ہوئے ہیں اور مجلس
گفتگو بھی فرماتے رہتے ہیں اس کے باوجود اکثر اوقات حضرت کے برکاتِ قلبیہ ہم کو محسوس ہو
بعد انکسار فرمایا کہ توجہ چار قسم کی ہوتی ہے ۔

(۱) انعکاسی — یہ تمام طرق میں ہے — جب ایک قلب دوسرے قلب کے مقابل ہوتا
اثر ہوتا ہی ہے ۔ جیسا کہ آئینہ جب کسی چیز کے مقابل ہو تو وہ چیز بے ارادہ اس میں جلوہ گر
ہے ۔ اسی توجہ انعکاسی کے لئے فقط مرید کی صفائی قلب درکار ہے ۔

(۲) القائی — جیسے ایک شیشے کی چیز دوسرے شیشے میں انڈیلیں ۔ اس میں قصد
شرط ہے ۔

(۳) جذبی — اس میں قلبِ طالب کو کھینچ کر اپنے قلب کے نیچے رکھتے ہیں وہ اس
تدبیر سے متاثر ہو جاتا ہے ۔ جیسا کہ ایک خشک کپڑا ایک تر کپڑے کے نیچے آجائے تو ضرور تر

ہے۔

(۴) اتحادی — کہ مرشد کے اوصاف بھی مرید میں سرایت کر جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ توجہ مرید کی صورت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے (یعنی مرید صورتاً بہت کچھ پیرو مرشد کے مشابہ ہو جاتا ہے)

فرمایا کہ بزرگ چار قسم کے ہیں۔

(۱) سالک مجذوب — کہ اول سلوک اختیار کیا بعد ازاں جذب کی نوبت آئی، یہ بہترین قسم ہے۔

(۲) مجذوب سالک — کہ پہلے ایک قسم کے جذب سے سرفراز ہوئے بعد ازاں سلوک اختیار کیا۔

(۳) سالک محض — جو جذب سے مشرف نہیں ہوتے۔

(۴) مجذوب محض — جن کی عقل، غلبۂ تجلی حق کی بنا ر پر سلب ہو جاتی ہے۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ سلوک و جذب کے کیا معنی ہیں؟

فرمایا۔ سلوک تو اجتہادات کسب (کوشش و جد و جہد) کا نام ہے اور جذب، عنایت خداوندی ہے جو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

تاکہ از جانب معشوق نباشد کششے کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

(یعنی جب تک محبوب حقیقی کی طرف سے کشش نہ ہو بے چارے عاشق کی کوشش ناکام رہتی ہے)

ایک مرید نے دریافت کیا، تمام افعال خلاف شرع، راہ سلوک کو بند کرتے ہیں یا بعضے'

ارشاد فرمایا کہ تکدر تو خلاف شرع، تمام اعمال سے پیدا ہو جاتا ہے لیکن بعض 'اعمال ایسے ہیں کہ نسبت مع اللہ کا بیج بھی نہیں چھوڑتے۔

جیسے مکر، فریب، نخوت، تکبر، خود نمائی، طلب دنیا، طلب جاہ وغیرہ — اور بعض کبائر ایسے ہیں کہ اگر وہ بطور، ندرت کے کبھی کبھی سرزد ہو جائیں تو (بعد توبہ) نسبت کو ختم نہیں کرتے بعض وہ اعمال ہیں جن سے نسبت کی نورانیت، قدرے ظلمت میں تبدیل ہو جاتی ہے جیسا کہ صغائر بے قصد و ارادہ ——

ارشاد فرمایا کہ نیت کا بہت زیادہ اعتبار ہے۔ نیت کا دخل ہر عمل میں ہے اور سلوک

ہیں تو خاص طور پر نیت کو دخل ہے ۔

ارشاد فرمایا کہ۔ ایک بزرگ تھے ان کا نام عبدالقادر تھا وہ بہت کم کھاتے پیتے تھے (اور عادت تھی کہ) وہ جہں کسی کو دیکھتے زبردستی اصرار کے ساتھ اپنا مرید کرتے تھے بلکہ ایک ایک دن میں ایک شخص کو دو دو مرتبہ مرید کر لیتے لوگ ان سے تنگ آگئے اور ان کو دیکھ کر بھاگنے لگے ۔ کسی نے ان سے شوق بیعت کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ " اے علی رض! تمہارے ذریعے سے اگر ایک شخص بھی ہدایت پاجائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے " (اسی وجہ سے میں لوگوں کو مرید کرتا ہوں کہ کسی راہ براست پر آجائے اور مجھے اجر مل جائے)۔

فرمایا کہ — برہان الدین ابوالخیر بلخی رح بچپن کے زمانے میں اپنے باپ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، راستے میں برہان الدین مرغینانی رح صاحبِ 'ھدایہ' کا گزر ہوا ۔ صاحب ہدایہ نے برہان الدین بلخی رح کو خوب غور سے دیکھا اور فرمایا کہ میرا خدا مجھ سے کہلوا رہا ہے کہ یہ بچہ (بڑا ہو کر اپنے کمالات کے باعث) مرجع خلائق ہوگا ۔ باپ نے جو ساتھ تھے آمین کہی (چنانچہ ایسا ہی ہوا) یہی برہان الدین بلخی رح ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

گر کرمت عام شد، رفت ز برہاں عذاب
در بعمل کار شد وہ کہ چہا دید نیست

(یعنی اے اللہ! اگر تیرا لطف وکرم شامل ہوگیا تو مجھ برہان الدین سے عذاب دور ہو جائے گا اور اگر میرے اعمال کے مطابق کارروائی ہوئی تو نہ معلوم مجھے کیا کیا مصیبتیں دیکھنی اور جھیلنی پڑیں)

فرمایا کہ ہر دین و مذہب میں اصول خمسہ کی حفاظت و رعایت ضروری سمجھی گئی ہے
حفظِ عقل، حفظِ نفس، حفظِ دین، حفظ نسب، حفظِ مال ۔

ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ اگر کوئی خواب میں ڈرتا ہے تو اس کو یَا شَدِید بہت زیادہ پڑھنا چاہیئے ۔

فرمایا کہ 'خانقاہ' خان گاہ کا معرب ہے یعنی بادشاہوں کی جگہ ۔

ایک شخص کے سوال کرنے پر فرمایا — ہر بھوکے محتاج کو کھانا کھلانا چاہیئے خواہ وہ

ہو یا غیر مسلم —

فرمایا کہ حضرت نظام الدین اولیاء کے عہد میں تین "ضیاء" تھے — ایک ضیاء الدین سنامی جو حضرتؒ کے منکر و مخالف تھے۔ دوسرے ضیاء الدین نخشبی بدایونیؒ جو نہ معتقد تھے اور نہ منکر تھے تیسرے ضیاء الدین برنیؒ (بلندشہری) صاحب "تاریخ ہند" یہ حضرت کے مرید تھے۔

ارشاد فرمایا کہ عزیز و اقارب اکثر معتقد نہیں ہوتے ہیں۔ اور بعض ہمعصر لوگ بھی خواہ مخواہ نفرت و عداوت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے رلواں ملواں اعمال اپنی نظروں سے دیکھتے رہتے ہیں اور ان سے ہر قسم کا معاملہ پڑتا رہتا ہے۔ بس وہ اسی بناء پر ناخوش ہو جایا کرتے ہیں — کہا گیا ہے المعاصرۃُ اصلُ المنافرۃ یعنی ہمعصری منافرت کی جڑ ہے۔

ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک ایک حافظ اگر دو چار جگہ تراویح پڑھے تو سب جگہ ادائیگی سنّت ہو جائے گی — چنانچہ میرا بچہؒ (نواسہ) میاں محمد یعقوب ایسا ہی کرتا ہے وہ ہر رات ایک پارہ، مدرسے میں تراویح کے اندر سناتا ہے پھر گھر جاکر وہی ایک پارہ جماعت سے پڑھتا ہے اس طرح وہ رمضان میں دو قرآن ایک دو دن کے فرق سے ختم کر لیتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے بارہ گھنٹے سے کچھ کھایا نہیں، دردِ سر وغیرہ لاحق ہے اور ضعف بہت ہے (یہ تو میرا حال ہے اور) بہت سی عورتیں (گھر میں) آئی ہوئی بیٹھی ہیں۔ اب وہ مجھ سے ذکر سے متعلق نیز فقہی مسائل کی بابت بہت سے سوالات کریں گی —

حاضرین مجلس میں سے ایک نے عرض کیا کہ حضرت! عورتیں بہت خوش عقیدہ اور بااخلاص ہوتی ہیں۔ فرمایا ہاں — اسی بناء پر تو حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے علیکم بدین العجائز — (تم بوڑھی عورتوں کے طریقے کو لازم پکڑو) یعنی جس طرح وہ اپنے معاملات میں پختہ ہوتی ہیں تم بھی اپنے اندر اسی طرح دینی پختگی پیدا کرو —

ایک مرید نے عرض کیا کہ یہ جو ہوتا ہے کہ کبھی کسی سے طریقۂ چشتیہ میں مثلاً بیعت ہوتے ہیں۔ پھر اسی بزرگ سے یا کسی دوسرے بزرگ سے قادریہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ اول جس طریقے میں بیعت ہو اس کا سلوک طے کرے چاہے اس میں کمی رہ جائے اور مکمل نہ ہو سکے — پھر بعد کو دوسری جگہ دوسرے طریقے میں اخذِ فیض کرے تو مضائقہ نہیں ہے۔

طریقۂ اولیٰ کا سلوک طے کئے بغیر دوسری جگہ بیعت جائز تو ہے لیکن بیعت کو بازیچۂ اطفال

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں ملکِ دکن سے اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی مبارک سے رہنمائی حاصل کروں اور مستفید ہوں۔

ارشاد فرمایا کہ بعد نمازِ صبح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھا کرو، ظا کا فائدہ محسوس کروگے۔

فرمایا۔ تمام سلسلے اچھے ہیں اور ہر ایک سلسلے والا اپنے سلسلے پر ناز کرتا ہے نے ہی آداب و قواعد سلوک بیان کیے ہیں لیکن بزرگانِ نقشبند نے قواعدِ سلوکیہ کو خوب د ہے۔ (تشبیہ کے طور پر) یوں سمجھو جیسے انگریزوں کی جنگ کہ وہ پوری تیاری اور بندوبست ساتھ میدانِ جنگ میں آتے ہیں۔ مولانا جامیؒ نے نقشبندیہ سلسلے کے ابتدائی دور کہ اس سلسلے پر اعتراضات ہوتے تھے۔ ایک غزل کہی ہے (اس کا ایک شعر یہ ہے)

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارند — کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

(ایک لطیفہ) ارشاد فرمایا کہ۔ ایک شخص جو نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے سنتے تھے اور وجد کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم تو نقشبندی ہو یہ وجد و سماع کہا آگیا۔ انہوں نے جواب دیا "میری سسرال والے چشتی ہیں"، وجد و سماع جہیز میں

فرمایا کہ فنِ طبابت بھی ہمارے خاندان کا معمول تھا۔ دادا صاحب (شاہ عبدالر چچا صاحب (شاہ اہل اللہؒ) مطب کرتے تھے۔ والد ماجد (شاہ ولی اللہؒ) نے اس مشـ موقوف کردیا۔ مگر میں کتب طب کو پڑھتا ہوں۔ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ شرح داؤد انطاکی بعض کتب میں شہر دہلی کے اطباء کو اشکال پیدا ہوتا تھا تو وہ مجھ سے تحقیق کر لیا کرتے تھے، ا کتاب (دانی) موقوف ہوگئی (اس لئے کوئی تحقیق کرنے نہیں آتا) اب اس امر سے بھی نجات مل (کہ کتب طب کے مشکل مقامات حل کروں)۔

فرمایا کہ۔ ہندو سیکڑوں کی تعداد میں بندے کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ان قصبات و قریات کے (جاہل) لوگوں کا یعنی نام کا جن کا کلمہ و کلام بھی درست نہیں۔ ذبیحہ جائز و درست ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ ضروریاتِ

انکار نہیں کرتے تو ان کا ذبیحہ جائز ہوگا۔

فرمایا۔ پسر[1] محمد علی خان (فاروقی) ارکاٹی نے ترجمۂ تحفۂ اثنا عشریہ عربی زبان میں مولوی اسلمی[2] (مدراسی) سے کرا کر ملک عرب میں بھیجا ہے میرے پاس بھی ایک نسخہ بھیجنے کا قصد تھا مگر وہ نہ بھیج سکے۔

فرمایا کہ تحفۂ اثنا عشریہ[3] کی تاریخ تصنیف ایک شخص نے یوں کہی ہے ؎

تحفہ را یک فنہ مداں کہ درو — سوئے ہر معرفت سراغ آمد
سوئے لفظ و معانیش بنگر — ہست دریا کہ در ایاغ آمد
بسکہ نور ہدایت است و یقین — سالِ تصنیف او 'چراغ' آمد
۱۲۰۴ھ

بہ سبیل تذکرہ فرمایا کہ ایک شاعر نے (بندے کے متعلق) یوں کہا ہے ؎

جامع علم و عمل، شیخ الوریٰ عبدالعزیزؒ — آنکہ او اندر جوانی کار پیراں می کند
بسکہ استمداد او وارد از سحاب معنوی — بحر مواج است چوں تفسیر قرآں می کند

[1] گوپامئو ضلع ہردوئی کے فاروقی خاندان نے مدراس میں اپنی حکومت قائم کی تھی۔ محمد علی خاں غالباً اس حکومت کے بانی ہیں۔ مولانا محمد ابرار حسین فاروقی گوپاموی ایم۔ اے علیگ "جواہر نو ۱۹۶۱ء" میں تحریر فرماتے ہیں "تحفۂ اثنا عشریہ نے کافی شہرت حاصل کی جس کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا تھا۔ جس کو نواب والا جاہ اول والیٔ مدراس کے صاحبزادے اور جانشین نواب عمدۃ الامراء والاجاہ ثانی نے عرب ممالک کے لئے کرایا تھا یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ ترجمہ طبع ہوا یا نہیں (ص ۹۶)

[2] مولوی اسلمی مدراسی کا نام محمد سعید ہے، نہایت فاضل تھے۔ ملک العلماء مدراسی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۲۷۲ھ میں انتقال ہوا (ترجمۂ تذکرۂ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۱۱۰)

[3] ان تینوں شعروں کا مفہوم و مطلب یہ ہے ۔۔ تحفۂ اثنا عشریہ کو صرف ایک فن کی کتاب نہ سمجھو اس میں ہر علم و معرفت کی رہنمائی موجود ہے ۔۔ اس کے الفاظ و معانی پر نگاہ کر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے ۔۔ چونکہ یہ کتاب نور ہدایت و یقین ہے اس لئے اس کی تاریخ تصنیف لفظ 'چراغ' سے نکلتی ہے۔

(ترجمہ۔ جامع علم وعمل شاہ عبدالعزیز وہ ہیں جو جوانی کے اندر عمر رسیدہ علماء کا کام انجام دے رہے ہیں چونکہ وہ سحابِ معنوی سے استمداد کرتے ہیں اس لئے تفسیر قرآن کرتے وقت مارنے والا سمندر معلوم ہوتے ہیں (اس قطعہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے تفسیر فتح العز کے زمانے میں لکھی تھی)

ایک شخص نے سوال کیا کہ قدم شریف کی اصل احادیث میں آئی ہے؟

جواباً ارشاد فرمایا کہ سوائے جلال الدین سیوطیؒ کے تمام محدثین اس کو صحیح نہیں جا نے بھی اس کی سند ہر چند تلاش کی نہیں پائی۔

فرمایا کہ زیارتِ قبور کے بارے میں بہت سی ایسی بدعات رائج ہوگئی ہیں جن کو منع کرتے ہیں۔

فرمایا کہ ہر جانور کا بچہ جلد دوڑنے لگتا ہے اور آدمی کا بچہ بعد دو سال کے چلتا بھی ضعف اور آہستگی کے ساتھ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی کا سر اس کے قد کے تن بڑا ہوتا ہے۔ برخلاف دوسرے حیوانات کے کہ ان کے قد وقامت کے لحاظ سے چھوٹا آدمی کو یہ بڑا سر اس لئے دیا گیا ہے کہ اس میں قوتِ فکریہ زیادہ چاہیئے۔ تاکہ جمیع ا کو انجام دے سکے۔

(اسی بات کے ساتھ یہ بھی فرمایا) ایک بات یہ بھی غور کرنے کی ہے کہ اگر کوئی چیز داہنے پر رکھی جائے تو بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف بائیں ہاتھ کے کہ اسی وزن کی چیز اس پر ہلکی ہوتی ہے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہت سے کام ا اس پر ایک چیز رکھ کر اس کو گویا مقید کر دیا گیا۔ بایاں ہاتھ زیادہ تر بیکار و معطل رہتا ہے ا سے وہ چیز اس کو گراں نہیں معلوم ہوتی۔

ارشاد فرمایا کہ بعض امور تجربے کے بعد معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ مطالعۂ کتب (عر شخص اچھی طرح کرسکتا ہے جس کو علم نحو خوب یاد ہو۔ اور مناظرے میں وہ غالب رہتا ہے جو خوب یاد رکھتا ہے۔ اور گھر میں تنہا بیٹھ کر فکر وہ اچھی کرسکتا ہے جو منطق میں ماہر ہو ـــ

فرمایا کہ ـــ پختہ عالم وہ ہے جس کی چار چیزیں پختہ ہوں ـــ مطالعہ، درس، تحریر وتقریر

ارشاد فرمایا کہ ہر علم کے درس کا طریقہ ہمارے یہاں جداگانہ ہے۔ اس کو تفصیل سے بیان کر کے فرمایا کہ درسِ تصوف میں میرا طریقہ یہ ہے کہ اول لوائح جامی بجائے میزان الصرف کے بعدہٗ لمعات اور شرحِ لمعات اس کے بعد دُرّۂ فاخرہ، تصنیف صدرالدین قونوی شاگرد محی الدین ابن عربی بعدہ فصوص پھر فتوح الغیب ——

ارشاد فرمایا کہ —— حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چار بری عادتیں اپنے اندر رکھتا ہوں اگر آپ فرمائیں تو ان میں سے ایک کو چھوڑ دوں، چاروں کا چھوڑنا مشکل ہے۔ دریافت فرمایا وہ کون کون سی بری عادتیں ہیں۔ عرض کیا۔ چوری، زنا، دروغ گوئی اور شراب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی (چوری وغیرہ کی) سزاؤں کا حال تجھ کو معلوم ہے اس نے عرض کیا جی ہاں معلوم ہے فرمایا کہ بس جھوٹ چھوڑ دے۔ اس نے قبول کیا۔ پھر جب کسی حرکت کا ارادہ کرتا تھا وہ جھوٹ نہ بولنے کا اقرار اور فعلِ بد کی سزا یاد کرتا تھا اور باز رہتا تھا۔ پھر اس نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہر چہار طرف سے مقید کر دیا۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ کیا رسمی طور پر مرید ہونا بھی خالی از فائدہ نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں تجربہ ہے کہ مرید رسمی بھی پیرانِ طریقت کی توجہات کے ساتھ مخصوص ہو جاتا ہے —— ایک بزرگ سمرقند کی جانب سفر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ان سے فرمایا کہ سفر میں یا حفیظ سوتے اٹھتے بار بار اور سورہ لایلاف بے تعیین کثرت سے پڑھتے رہنا۔

ایک مرید نے عرض کیا کہ انزالِ کتب اور ارسالِ انبیاء سے مقصود بالذات و بالاصل وصول اللہ ہے یا احکامِ ظاہری کا بجالانا؟ ارشاد فرمایا کہ تم نے میرے درس میں سنا ہوگا کہ اسلام، ایمان اور احسان کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے اس کے پیشِ نظر مقصودِ اصلی یقیناً احسان ہے۔ جس طرح اسلام بے ایمان معتبر نہیں، نزد امام غزالیؒ، ایمان بے احسان معتبر نہیں ہے مگر ہاں نجات فقط ایمان سے بھی ہو جائے گی —— پھر فرمایا کہ اسلام ایمان اور احسان ان تینوں میں سے ہر ایک کا ایک خاصہ و نتیجہ ہے جو اسلام لایا یعنی انقیادِ ظاہر رکھتا ہے اس کا مال اور اس کی حرمت سلطان اور طاعن سے محفوظ ہو گئی۔ اور جو ایمان سے ملا ہوا اسلام رکھتا ہے نجات اس کے حصے میں آ گئی۔ اور جو مرتبۂ احسان پر پہنچ گیا، قربِ الٰہی اس کو حاصل ہو گیا گویا کہ احسان کمال مرتبۂ ایمان ہے ——

ایک مرید نے عرض کیا کہ نوشتۂ غزالیؒ سب صحیح و درست ہے؟ فرمایا ہاں ——